ہدایات ونصائح برائے خلفائے مجازین وجملہ احباب

از افادات: شیخ العرب والعجم، مجددِ زمانہ عارف باللہ
حضرت اقدس حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(از: خزائن شریعت وطریقت: صفحہ ۱۵۵-۱۶۹)

---

(۱) تمام مجازین ہر ماہ کسی مقام پر اجتماع کر کے ایک دوسرے کی ملاقات اور فکر اصلاح کے طریقے پر غور کریں۔

(۲) تواضع اور فنائیت کا اہتمام اور ہر شخص خود کو جملہ مسلمانوں سے کمتر فی الحال اور حیوانات اور کفار سے فی المآل کمتر سمجھے۔

(۳) کھلم کھلا ارتکاب کبائر کے مرتکب کی خلافت منسوخ سمجھی جاوے گی مثلاً گھر میں ٹیلیویژن کا استعمال یا اپنی بیوی کو بے پردہ بازاروں میں پھرانا، یا دکان میں دوکانداری کے لیے بٹھانا، ایسے اعمال سے اس کی خلافت منسوخ سمجھی جاوے گی اور فہرست مجازین سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا۔

(۴) جس کو جہاں اور جس خلیفہ سے مناسبت ہو اس کو وہاں شرکت کی بہ طیب خاطر اور بدون شکایت اجازت دینا علامت اخلاص ہوگی اور مریدوں کو بدون مناسبت اپنی طرف کھینچنے کی کوشش حب جاہ اور عدم اخلاص کی علامت ہے۔

(۵) آپس میں اتحاد اور محبت اور تواضع سے ملاقات کرنا اور اپنے کو مٹانا

خلاصۂ تصوف اور حاصلِ طریق ہے۔

(۶) خلافت کو اپنی اصلاح کا ذریعہ سمجھیں، اس کو اپنے لیے صاحب کمال ہونے کی دلیل سمجھنا سخت نادانی ہے۔

(۷) ذکرومجلس تعلیم وتربیت کا اہتمام اپنی بستی میں لازم ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ کی محبت اور ایمان کا نقطۂ آغاز لا الٰہ سے ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ الٰہ کی تینوں قسموں سے قلب کی طہارت کے بدون الا اللہ کی تجلیات خاصّہ سے قلب متجلی نہ ہوگا۔ اور الٰہ حجر سے بچنا تو ہر مومن کا عمل ہوتا ہے لیکن الٰہ جاہی اور الٰہ باہی سے طہارتِ قلب تزکیۂ نفس کے لیے لازم ہے۔ جاہ سے مراد تکبر اور غضب اور غیبت ہے، الٰہ باہی سے مراد بدنظری اور دل میں شہوت کا خیال لانا اور پردہ شرعی نہ کرنا، فلمی گانے اور موسیقی سننا یا خواتین کو نوکر رکھنا اور بے پردہ ان سے اختلاط یا بے ریش حسین لڑکوں سے اختلاط اور ان سے پیر دبوانا وغیرہ ہے۔ دلیل یہ ہے: اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ

(۹) آپس میں ملاقات سے اجتناب اور اور تنافر وتحاسد وغیبت اور بتاغض یہ علامتِ حیاتِ نفس اور حب جاہ ہے اس لیے ذوق جنتی پیدا کیجیے۔ فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ اہل اللہ سے ملاقات کو دخولِ جنت سے اول اور مقدم فرمانا دلیل ہے کہ اہل اللہ سے ملاقات دخول جنت سے افضل ہے کیونکہ اہل جنت مکین ہیں اور جنت مکان ہے اور مکان سے مکین افضل ہوتا ہے۔ یہ تحقیق میرے مرشد اول شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ امام شافعی کا یہ قول بھی میرے شیخ شاہ عبد الغنی پھولپوری نقل فرمایا کرتے تھے کہ جب سے خبر ملی کہ

جنت میں دوستوں سے ملاقات ہوگی مجھ کو جنت کا شوق بڑھ گیا۔

(۱۰) ہر سانس حق تعالیٰ کی رضا کے اعمال پر فدا کرنا اور ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کے غضب و ناراضگی وقہر کے اعمال میں استعمال نہ کرنا روح اسلام اور روح ایمان ہے اور یہ نعمت احسان کے صدقہ میں ملتی ہے لہٰذا کیفیتِ احسانی اہل اللہ کے سینہ سے حاصل کرنے کی فکر ضروری ہے اور ذکر کا دوام اور صحبت اہل اللہ کا اہتمام اور معاصی سے اجتناب کا التزام احسانی کیفیت کے حصول کا قوی ذریعہ ہے۔

(۱۱) تبلیغی جماعت پر تنقید وتنقیص نہ کی جائے اور جو حضرات تبلیغی کام سے منسلک ہیں ان کو بھی دین کا خادم سمجھ کر ان کا اکرام کیا جائے۔

(۱۲) ہر مسلک کے اہل حق مشایخ کا اکرام واحترام کیا جائے اور گروہ بندی سے سخت احتراز کیا جائے کیونکہ افتراق دین کے لیے سخت مضر ہے۔ امت کو جوڑنے کی ہر دم فکر ہو۔ اختلاف وافتراق سے سخت گریز کیا جائے۔

(۱۳) خاندان و برادری کی شادی بیاہ وغیرہ کی تقریبات کی غیر شرعی رسومات کو روکنے کی اگر قدرت نہ ہو تو ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ان تقریبات میں خود ہرگز ہرگز شرکت نہ کریں۔ لَا یَجُوْزُ الْحُضُوْرُ عِنْدَ مَجْلِسٍ فِیْهِ الْمَحْظُوْرُ

(۱۴) ہر خلیفہ یہ سمجھ لے کہ خلافت بوجہ استعداد نہیں دی گئی بلکہ برائے استعداد دی گئی ہے۔ بعض لوگوں کی اصلاح خلافت پر موقوف ہوتی ہے اسی وجہ سے شیخ خلافت دے دیتا ہے جس طرح مستقبل کی صلاحیتوں کی امید پر میزان پڑھنے والے کو مولوی صاحب کہہ دیا جاتا ہے۔

(۱۵) غیب کا علم صرف اللہ کو ہے، میں تو صرف ظاہری حالت دیکھ کر اللہ

تعالیٰ پر نظر رکھتے ہوئے خلافت دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے روزانہ دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ تعالیٰ جس کو بھی میں نے اجازت دی ہے آپ اس کو میرے لیے صدقہ جاریہ بنائیے اور اخلاص نصیب فرما کر اس سے خوب کام لیجیے اور صاحبِ نسبتِ لازمہ بھی بنائیے اور صاحبِ نسبتِ متعدیہ بھی بنائیے اور اولیائے صدیقین کی منتہیٰ تک پہنچائیے ؎

آہ جائے گی نہ میری رائیگاں
تجھ سے ہے فریاد اے رب جہاں

اور الحمد للہ میں اپنی آہ وزاری کے ثمرات دیکھ رہا ہوں۔

(۱۶) کوئی خلیفہ خود کو اہم شخصیت سمجھ کر عام مسلمانوں کو حقیر نہ سمجھے بلکہ گنہگار مسلمانوں کے بارے میں یہ سوچے کہ ممکن ہے کہ اس کی زندگی میں کوئی ایسا عمل ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا ہو اور قیامت کے دن اس کی معافی ہوجائے اور ممکن ہے میری کوئی ایسی غلطی اور گناہ ہو جس کی وجہ سے نیکیاں برباد ہوجائیں۔ بس اس احتمال کو سوچا کرے اور ڈرتا رہے۔

گناہوں سے روکنا واجب ہے لیکن گنہگار کو حقیر سمجھنا حرام ہے، اور کافروں کے حق میں سوچے کہ ممکن ہے اس کو موت سے قبل ایمان نصیب ہوجائے اور اپنے برے خاتمہ کا خوف کرے۔ اس طرح عُجب سے اور کبر سے بچ جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ہر خلیفہ کے لیے یہ مراقبہ ضروری ہے خاص طور پر ان خلفاء کے لیے جو اہل علم ہیں۔

(۱۷) ریا کاری وہ ہے کہ کسی عمل کو لوگوں کو دکھانے اور ان کو اپنا معتقد بنانے کے لیے کرے۔ اگر یہ نیت نہ ہو اور لوگوں پر ظاہر ہو جائے تو یہ اخلاص کے منافی نہیں ہے۔ شیخ کے سامنے عمدہ عمل کرنے کو بھی اخلاص میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ شیخ سے تعلق کا مقصد اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے، بس جس نے شیخ کا دل خوش کرنے کے لیے عمدہ نماز پڑھی یا عمدہ تلاوت کی تو یہ بھی لوجہ اللہ تعالیٰ شمار ہوگا، اس کی دلیل حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی رات کو نماز تہجد میں تلاوت کر رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتے رہے۔ صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف فرمائی کہ تم نے بہت عمدہ تلاوت کی تو انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں تو میں اور زیادہ خوش الحانی کے ساتھ پڑھتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہو گئے، ان سے یہ نہیں فرمایا مجھے سنانے کے لیے اچھا پڑھنا اخلاص کے خلاف ہے۔

(۱۸) جن لوگوں نے شیخ کی صحبت زیادہ اٹھائی ہے ان کو اتنا ہی زیادہ فیض ملا ہے اور آگے ان کا فیض بھی زیادہ ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۱۹) ہر اچھی صفت اور خوبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے اپنا کمال نہ سمجھے، اپنے اعمال کو اور اپنے آپ کو اچھا نہ سمجھے، یہ کافروں کا طریقہ ہے کہ وہ خود کو اچھا سمجھتے ہیں۔

(۲۰) جس کو خلافت دی ہے اگر وہ دین کا کام نہ کرے گا تو اس کا تعلق مع اللہ دن بدن کمزور ہوتا چلا جائے گا اور اگر کوئی خلیفہ یوں کہے کہ میرے اندر صلاحیت نہیں ہے تو سمجھ لو کہ تمہاری صلاحیت دیکھ کر میں نے خلافت نہیں دی

بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر نظر رکھتے ہوئے خلافت دی ہے کیونکہ جو شخص یہ کہے کہ میری صلاحیت کی بناء پر خلافت ملی ہے تو وہ خود کو نیک سمجھ رہا ہے۔ جبکہ نیک بننا تو فرض ہے لیکن خود کو نیک سمجھنا حرام ہے، ہمیشہ یوں سمجھے کہ میری اصلاح نہیں ہورہی تھی اس وجہ سے شیخ نے خلافت دے دی تاکہ میں اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوجاؤں۔

(۲۱) شیخ بننے کے بعد اپنے شیخ کی مجلس کی حاضری نہ چھوڑ دے اور خود کو اپنے شیخ سے مستغنی نہ سمجھے۔

(۲۲) مجلس کا وقت متعین کرکے اس وقت کتاب پڑھنے کا معمول بنائے اگر لوگوں کی توجہ نہ ہو اور حاضرین کم ہوں یا شروع میں کوئی نہ ہو تو پرواہ نہ کرے بلکہ سنت کے مطابق کام کرے اور خود تقویٰ کے ساتھ رہے، قلوب کو متوجہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

(۲۳) اگر کوئی شخص مذاق اڑائے یا طعنہ دے یا ستائے یا ماضی کی کوئی خطا یاد دلائے تو اس کی فکر میں نہ پڑے بلکہ اللہ تعالیٰ پر نظر رکھے، اور ستانے والوں کے بارے میں یہ سوچے کہ ان کے ستانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت مجھ سے ادا ہورہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دین کا کام کرنے کی وجہ سے بہت ستایا گیا۔

(۲۴) اپنے وعظ میں بار بار اپنے شیخ کا تذکرہ کرے اور اپنے شیخ کی باتیں نام لے کر بیان کرے جو لوگ ایسا نہیں کرتے ان کے سلسلہ میں برکت نہیں ہوتی، اور ان کے مریدین بھی ان کی قدر نہیں کرتے۔

(۲۵) اس بات کو بار بار بیان کرے کہ میں کچھ نہیں تھا شیخ کی برکت سے یہ علوم حاصل ہوئے اور آج جو لوگ مجھ سے استفادہ کرتے ہیں اور میری طرف رجوع کرتے ہیں اور اکرام کرتے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو شیخ کی برکت سے ملا ہے۔

(۲۶) لوگوں کی زبان سے اپنی تعریف سن کر خود کو بڑا نہ سمجھے بلکہ اچھی طرح سمجھ لے کہ بندوں کی تعریف سے بندے کی قیمت نہیں بڑھتی بلکہ جب مولیٰ تعریف کرے تو قیمت بڑھتی ہے، جب اللہ تعالیٰ میدان حشر میں فرماویں کہ اے میرے بندے میں تجھ سے راضی ہوں تب تم واقعی قیمتی ہو گے لہٰذا قیامت سے قبل اپنی قیمت خود نہ لگاؤ، اور اس بات کو سوچ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے عیوب ان بندوں سے چھپا رکھے ہیں ورنہ یہ سب مجھ سے نفرت کرتے۔

(۲۷) اپنے معاصرین میں سے کسی کی دینی خدمات اور لوگوں میں مقبولیت دیکھ کر اگر دل میں حسد محسوس ہو تو یوں دعا کرے کہ اے اللہ اس کو مزید ترقی عطا فرما اور اس کو اپنا ولی بنا لے اور قطب کا مرتبہ عطا فرما دے اس طرح حسد کا علاج ہو جائے گا۔

اصلاح نفس کا مختصر راستہ

۱) حسب استعداد اپنی قوت اور نشاط کا لحاظ رکھتے ہوئے ذکر اللہ کا اہتمام کرے۔ کلمہ طیبہ سو مرتبہ اس طرح کہ آٹھ دس مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنے کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے۔

۲) سو مرتبہ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ پڑھے۔

۳) سو مرتبہ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ پڑھے، اور جب کبھی کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کرنے میں تاخیر نہ کرے بلکہ روزانہ صلوٰۃ توبہ پڑھ کر تمام چھوٹے بڑے گناہوں کی معافی مانگنے کا معمول بنالیں، اس کی برکت سے حق تعالیٰ شانہ سے تعلق قوی تر ہوتا چلا جائے گا اور گناہوں سے نفرت ہو جائے گی۔

۴) نماز کی ادائیگی میں سستی ہرگز نہ کرے۔

۵) اور نامحرم بے پردہ عورتوں اور بے ریش لڑکوں پر نظر نہ ڈالے اس طرح قلب کی حفاظت ہوگی اور تقویٰ کا نور حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق صحیح کرنے کے لیے ان پانچ باتوں پر عمل کرنا بہت ہی مفید ثابت ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ جس کا جی چاہے تجربہ کر لے۔

تین باتیں اصلاح معاشرت کے لیے

۱) اس بات کا دھیان رکھیں کہ میری زبان سے یا میرے ہاتھ سے کسی بھی مسلمان کو اذیت نہ پہنچے خاص طور پر گھر والوں اور قریبی رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کریں۔

۲) کسی بھی مسلمان کی تکلیف پر ہرگز خوش نہ ہوں اور کسی مسلمان کو اچھے حال میں دیکھ کر ہرگز حسد نہ کریں بلکہ خیر و برکت کی دعا دیں، کینہ اور بغض سے

اپنے دل کو پاک رکھے۔

۳) کسی کا کوئی مالی حق اپنے ذمہ ہوتو ادائیگی کی فکر اور پورا اہتمام کرے، اگر وقتی طور پر انتظام نہ ہوتو مہلت طلب کرلیں۔

اور آخر میں عرض ہے کہ فضل ورحمت خداوندی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا لہٰذا اختیار اسباب کے ساتھ روزانہ دو رکعت حاجت پڑھ کر وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اَبَدًا کی آیت کا واسطہ دے کر حق تعالیٰ شانہ سے اس فضل ورحمت کی الحاح سے درخواست کیا کرے جو تزکیۂ نفس کی حقیقی بنیاد ہے اور استقامت علی الدین اور اصلاح نفس کی خوب الحاح سے دعا کرے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۷/ذوقعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۶/اپریل ۱۹۹۵ء

اصلاحِ نفس کا آسان ترین نسخہ

ارشاد فرمایا کہ جو مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرے گا ان شاء اللہ اس کے نفس کی مکمل اصلاح ہوجائے گی۔ اصلاحِ نفس کا یہ آسان ترین نسخہ ہے۔

(۱) نواب قیصر صاحب جو حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے مرید ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں اس مجلس میں موجود تھا جب خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت سے سوال کیا کہ حضرت! اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جنہوں نے اپنے دل میں اللہ کی محبت حاصل کرلی ہے ان کے جوتوں میں پڑ جاؤ یعنی نفس کو مٹادو اور نفس کو مٹانے کی نیت ہی سے ان کے پاس جاؤ، جو وہ بتلائیں وہ کرو، جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ اسی کو مولانا رومی نے فرمایا ؎

قال را بگذار مردِ حال شو
پیشِ مردِ کاملے پامال شو

یعنی قیل وقال کو چھوڑو، مردِ حال بنو اور کیسے بنو گے؟ کسی مردِ کامل یعنی اللہ والے کے سامنے اپنے نفس کو پامال کردو۔ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی پڑھاتے ہوئے اس شعر کی شرح میں مجھ سے فرمایا تھا کہ مال مالیدن سے ہے، مالیدن معنی مَلنا، اسی لیے مَلی ہوئی روٹی کو ملیدہ کہتے ہیں یعنی اپنے نفس کو ملیدہ بنوالو، پامال کردو۔ اسی کو حکیم الامت نے فرمایا کہ اللہ والوں کے جوتوں میں پڑ جاؤ۔

ایک بار خواجہ صاحب نے پوچھا کہ کیا ذکر اللہ میں یہ تاثیر نہیں ہے کہ وہ ہمیں اللہ تک پہنچا دے، پھر اہل اللہ کی صحبت کی شرط کیوں لگائی جاتی ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کاٹ تو تلوار ہی کرتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ سپاہی کے ہاتھ میں ہو۔ اسی طرح اللہ تک ذکر ہی پہنچاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اہل اللہ کے مشورہ سے ہو۔

(۲) میں نے اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تھا کہ مجھے آپ کی محبت بے انتہا محسوس ہوتی ہے تو میرے شیخ نے لکھا کہ محبتِ شیخ تمام مقامات کی مفتاح ہے یعنی اللہ کے راستہ کے تمام مقاماتِ قُرب کی کنجی ہے۔ کنجی جتنی اچھی ہوتی ہے اتنی ہی جلدی تالہ کھلتا ہے اور کنجی جتنی خراب اور گھسے ہوئے دندانے والی ہوگی تالہ اُتنی ہی مشکل سے کھلے گا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت بقدرِ شیخ کی محبت کے عطا ہوتی ہے۔ جتنی زیادہ شیخ کی محبت ہوگی اتنی زیادہ اللہ کی محبت عطا ہوگی۔ اگر شیخ سے تعلق ڈھیلا ڈھالا ہوگا تو اس کے دل میں اللہ کا تعلق بھی ڈھیلا ڈھالا ہوگا۔ تاریخ میں ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ شیخ سے کسی کا تعلق ڈھیلا ڈھالا رہا ہو اور اس کو اللہ کی محبت کا عظیم خزانہ مل گیا ہو۔

(۳) اپنے کو سب سے کمتر سمجھو اور سب کو اپنے سے بہتر سمجھو۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تمام مسلمانوں سے اپنے کو کمتر سمجھتا ہوں فی الحال اور کافروں اور جانوروں سے کمتر سمجھتا ہوں فی المآل یعنی انجام کے اعتبار سے ہر مسلمان کو فی الحال یعنی موجودہ حالت میں خواہ گناہ کی حالت میں ہو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں کیونکہ ممکن ہے کسی گنہگار مسلمان کا، کسی

جاہل گنوار مسلمان کا کوئی عمل مقبول ہو گیا ہو اور قیامت کے دن اس کی معافی ہو جائے اور میرا کوئی عمل نا مقبول ہو گیا ہو اور سارا علم و عمل بے کار ہو جائے اور کافروں اور جانوروں سے کمتر سمجھتا ہوں انجام کے اعتبار سے کیونکہ معلوم نہیں میرا خاتمہ کیسا لکھا ہے۔ اگر خاتمہ خراب ہو گیا تو جانور بھی ہم سے بہتر ہیں کیونکہ ان سے حساب نہیں لیا جائے گا اور کافر کا بھی خاتمہ ایمان پر ہو گیا تو زندگی بھر کا کفر معاف ہو جائے گا اور جنت میں جائے گا لہٰذا اپنا حقیر ہونا کوئی ظنی، وہمی اور خیالی بات نہیں حقیقت ہے اور عقل کی بات ہے اور خود کو بہتر سمجھنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔ لہٰذا صبح و شام یہ جملہ کہہ لیا کرو کہ یا اللہ! میں تمام مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں فی المآل۔ اس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تکبر سے حفاظت رہے گی اور تکبر سے حفاظت مردودیت سے حفاظت کی ضمانت ہے۔

(۴) جب نفس میں بدنظری کا تقاضا ہو یا کسی گناہ کو دل چاہے تو آئینہ میں اپنی صورت دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیسی صورت عطا فرمائی ہے، اللہ والوں کی صورت دی ہے پھر غور کرو کہ کیا یہ کرتوت اس صورت کو زیب دیتے ہیں اور نفس سے کہو کہ او کمینے، خبیث! شرم نہیں آتی، تو صورتِ بایزید میں کارِ یزید کرنا چاہتا ہے۔ بایزید بسطامی کی صورت میں کارِ شیطانی کرنا چاہتا ہے، تجھ پر ہزار بار تُف ہے اور آئینہ دیکھ کر یہ مسنون دعا بھی پڑھو اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ اے اللہ! آپ نے جیسے میری صورت حسین بنائی میرے اخلاق بھی حسین کر دیجئے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرما

تے ہیں کہ مَنْ حَسَّنَ اللہُ خَلْقَهٗ فَلَا یُسْتَوِّهُهٗ بِالْمَعْصِیَةِ حسن کا شکر یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حسین پیدا کیا وہ اپنے حسن کو اللہ کی نافرمانی میں استعمال نہ کرے۔

(۵) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللہِ تم سے کوئی نیکی ہوجائے، کوئی اچھا کام ہوجائے، کوئی تصنیف وتالیف ہوجائے، اہل اللہ کی خدمت میں جانے کی توفیق ہوجائے، گناہوں سے بچنے کی توفیق ہو جائے غرض کوئی بھی حسنہ، کوئی بھی نیکی ہوجائے تو اس کو اپنا کمال نہ سمجھنا، وہ اللہ کی عطا ہے۔ ببول کے درخت پر اگر پھول نکل آئے تو وہ ببول کا کمال نہیں ہے کیونکہ ببول میں کانٹے ہی پیدا ہوتے ہیں، اگر اس میں پھول نکل رہا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اسی طرح ہماری تخلیق مَاءٍ مَّهِیْنٍ سے، باپ کی منی اور ماں کے حیض کے گندے خون سے ہوئی ہے پس گندے اعمال کا صدور ہونا ہماری فطرت سے بعید نہیں لیکن اگر نیک اعمال صادر ہورہے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اللہ کی عطا ہے، ہمارا کمال نہیں۔ اگر مٹی چمک رہی ہے تو یہ مٹی کا کمال نہیں، سورج کی شعاعوں کا کمال ہے۔ اگر سورج اپنی شعاعیں ہٹالے تو مٹی بے نور ہے۔ پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تکبر وخود بینی کا علاج فرمایا ہے کہ اپنی کسی نیکی کو اپنا ذاتی کمال نہ سمجھنا، یہ ہماری عطا ہے، ہماری توفیق ہے، ہماری مدد ہے، جیسے باپ بچہ کا ہاتھ پکڑ کر کاغذ پر لکھوا دیتا ہے پھر کہتا ہے کہ بیٹا تم نے تو بہت اچھا لکھا ہے بس یہی حال ہماری نیکیوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود توفیق دیتے ہیں پھر اس کو ہماری طرف منسوب کر کے قبول فرما لیتے ہیں، یہ کرم بالائے

کرم ہے۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن جو جزا ملے گی وہ بھی دراصل عطا ہے اسی کو فرمایا جَزَآءً مِّنۡ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا پس جو نیکی ہو رہی ہے، ان کی یاد کی جو توفیق ہو رہی ہے یہ سب ان ہی کی عطا ہے ہمارا کمال نہیں ؎

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اُسی کو یادِ یار آئی

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ وَمَاۤ اَصَابَكَ مِنۡ سَيِّئَةٍ فَمِنۡ نَّفۡسِكَ کہ جو برائی تم کو پہنچتی ہے اسے اللہ کی طرف سے مت سمجھ لینا۔ اللہ تعالیٰ برائی کا حکم نہیں دیتے، برائی کی نسبت ان کی طرف کرنا کفر ہے، بس جو کچھ برائی تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے نفس کی خباثت، شرارت، حرارت اور جسارت ہے۔ پس ہر اچھائی اللہ کی عطا ہے اور ہر برائی نفس کی خطا ہے۔ بندہ عطا پر شکر اور خطا پر استغفار کرتا رہے۔ جو عطا اور خطا کے درمیان رہے گا اس کی بندگی کا زاویہ قائمہ صحیح رہے گا اور مردودیت سے محفوظ رہے گا۔

(۶) ہماری کوئی دینی خدمت، کوئی تقریر و تحریر، کوئی تصنیف و تالیف، ہماری کوئی شانِ بندگی اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کا حق ادا نہیں کر سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے اور ہم محدود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عظمتیں لامتناہی، غیر محدود ہیں اور ہماری بندگی محدود ہے تو محدود، غیر محدود کا حق کیسے ادا کر سکتا ہے؟ اسی لیے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا عَرَفۡنَاكَ حَقَّ مَعۡرِفَتِكَ وَمَا عَبَدۡنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ
(تفسیر ابی سعود)

اے اللہ! آپ کی معرفت کا حق مجھ سے ادا نہیں ہوسکا، اے اللہ! آپ کی عبادت کا حق مجھ سے ادا نہیں ہوسکا۔ آہ! پھر ہم کس گنتی میں ہیں؟ ہماری تقریر و تحریر، ہماری تصنیف وتالیف کی کیا حقیقت ہے؟ اگر اپنی تصنیف وتالیف پر نظر جائے کہ میں نے بڑی کتابیں لکھ دیں تو ان آیات کا مراقبہ کرو، سب نشہ اُتر جائے گا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللہِ

(سورۃ لقمان، اٰیۃ:۲۷)

اگر ساری زمین کے درخت قلم بنا دیئے جائیں اور اس سمندر کے ساتھ اس جیسے سات سمندر اور ملا کر ان کی روشنائی بنا دی جائے تو اللہ تعالیٰ کے کلمات، اس کی صفات، اس کی حمد وثنائ، اس کی خوبیاں، اس کی تعریف ختم نہیں ہوسکتی۔ سمندروں کی روشنائی اور دنیا بھر کے درختوں کے قلم ختم ہوجائیں گے۔ حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات سمندر جو فرمایا تو وہ حصر کے لیے نہیں ہے بلکہ سمجھانے کے لیے ہے ورنہ سات سمندر کیا سات ہزار سمندر بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کو لکھنے کے لیے ناکافی ہیں لہٰذا اپنی تصنیف وتالیف کو زیادہ اہمیت مت دو۔ اس حیثیت سے کہ اللہ کی عطا ہے اس کو وقعت سے دیکھو اور شکر کرو لیکن اس حیثیت سے کہ میں نے یہ کام کیا ہے، میں نے یہ مضمون لکھا ہے یہ قابلِ معافی، قابلِ استغفار ہے کیونکہ اس کی عطا کامل اور اس کی خوبیاں غیر محدود ہیں اور

ہماری محنت محدود اور ناقص ہے۔ ناقص کو وہ قبول فرمالیں تو ان کا کرم ہے۔ وہ قبول فرمالیں تو ہم فقیروں کا کام بن جائے۔ اس لیے یوں دعا کرو کہ اے اللہ! میری تقریر وتحریر، میری تصنیف وتالیف، میری کسی دینی خدمت سے آپ کی عظمتوں کا حق ادا نہیں ہوسکا اس لیے معاف فرما کر قبول فرمالیجئے۔

(۷) چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرلے گا میرا پچھتر سال کا تجربہ ہے کہ پورے دین پر چلنا اس کو آسان ہوجائے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔

(ا) پہلی بات ہے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا۔ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں ہے۔ ڈاڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا حرام ہے۔ بہشتی زیور، جلد نمبر ۱۱ میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک صورت جیسی صورت بنالو، اللہ تعالیٰ کو پیار آئے گا کہ میرے پیارے کی صورت میں ہے اور قیامت کے دن یہ کہہ سکو گے ؎

ترے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

(ب) دوسری بات ہے ٹخنے کھلے رکھنا۔ پاجامہ، شلوار، لنگی یعنی جو لباس اوپر سے آرہا ہے، ٹخنوں سے اونچا رکھنا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ٹخنہ کا جو حصہ اِزار یعنی شلوار، پاجامہ، لنگی وغیرہ سے چھپے گا جہنم میں جلے گا۔

(ج) تیسری بات ہے نظروں کی حفاظت کرنا۔ اس زمانہ میں اللہ کے

راستہ کی سب سے بڑی رکاوٹ یہی ہے کیونکہ بے پردگی عام ہے اس لیے نظر کی حفاظت کرنے سے دل کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس تکلیف کو جو اللہ کے لیے اُٹھالے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو حلاوت سے بھر دے گا۔ اس عمل سے آدمی سیکنڈوں میں فرش سے عرش پر پہنچ جاتا ہے۔

(د) اور چوتھا عمل ہے قلب کی حفاظت کرنا۔ دل میں گندے خیالات نہ پکاؤ، حسینوں کا تصور نہ لاؤ، پرانے گناہوں کو یاد نہ کرو۔ بس یہ چار اعمال کرلو اللہ والے ہوجاؤ گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔